OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

علامہ غلام رسول سعیدی کا شرح صحیح مسلم میں اسلوب و منہج

Pattern & Methodology of Sharah Ṣaḥiḥ Muslim by ‘Allāma Ghulām Rasōl Sa‘eedī

Dr Muhammad Atif Aslam Rao
Assistant Professor
Department of Islamic Learning, University of Karachi, Pakistan
dratifrao@uok.edu.pk

Abstract

‘Allāma Ghulām Rasōl Sa‘eedī (1937-2016) stands ahead among those intellectual par excellence who spent their entire life in the propagation of Islamic knowledge and departed this mundane world during the same blessed service. He authored a large number of books, which are comprehensive and far-famed. Exegesis of Ṣaḥiḥ Muslim, Tafsīr Tibyān ul Qur‘ān, Ni'mat ul Bārī and Tafsīr Tibyān ul Furqān are the manifest evidence of his encyclopedic knowledge. The article will deal with the distinctions and methodology of the first detailed literary service of ‘Allāma Sa‘eedī, i.e. ‘Sharah Ṣaḥiḥ Muslim'.The primary aim of the article is to highlight the significance of interpretation of Sharah Ṣaḥiḥ Muslim. Utilizing analytical research methodology, the article presents pattern, methodology and distinctions of Sharah. The research stands very significantly in Islamic literature because it revisits the book to elaborate his contributions in the field of the Hadīth sciences and opens up an exposure for Islamic researchers to study books of aḥadīth with this aspect as well. The study concludes the matchless work of ‘Allāma Sa‘eedī in this particular field deserves to be acknowledged with open heartedly.

Keywords: *Sharah Ṣaḥiḥ Muslim, ‘Allāma Sa‘eedī, Distinctions, Methodology, Exegesis.*

تمہید:

طبقۂ انبیاء و مرسلین میں حضور ختمی مرتبت ﷺ کو ہی یہ امتیاز حاصل ہے کہ صحابہ کرام اور راویانِ حدیث نے آپ کی حیاتِ مقدسہ کے ایک ایک گوشے کو انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لیے کہیں اجمال اور کہیں تفصیل کے ساتھ تاریخ کے سینے میں محفوظ کر دیا ہے اور آپ ﷺ کے قول و فعل کا اتنا عظیم اور مستند ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ اسے سمجھنے اور جاننے کے لیے علم حدیث و اصول حدیث اور اسماء الرجال کے نام سے کئی فنون علم عالم وجود میں آئے۔ اس کے ساتھ ساتھ اقوال و افعالِ رسول ﷺ کی تشریحات و توضیحات اور علل و حکم پر بھی قلم اٹھایا گیا ہے اور مختلف شروحات زینتِ قرطاس کی گئی ہیں۔ برِّ صغیر پاک و ہند میں اہلِ علم نے قرآنِ مجید کی تفاسیر اور احادیثِ مبارکہ کی شروحات پر اس قدر کام کیا ہے کہ جس کا احاطہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، اس ضمن میں ایک تفصیل ہے جو طوالت کی وجہ سے پیش نہیں کی جا سکتی۔ انہی شارحینِ حدیث میں عصرِ حاضر کی ایک معروف شخصیت علامہ غلام رسول سعیدی کی ہے جو شارحِ صحیحین ہیں۔ آپ کی اردو زبان میں شرح صحیح مسلم اپنی مثال آپ ہے۔

موضوع کی اہمیت:

دینِ اسلام کے بنیادی مآخذ دو ہیں۔ قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ۔ قرآنِ کریم حضراتِ صحابہ کرام کی محنتوں سے سینہ بہ سینہ تواتر سے آگے منتقل ہوتا رہا جب کہ احادیث مبارکہ کی تدوین و تحقیق میں محدثین کرام کی گراں قدر خدمات ہیں۔ احادیث مبارکہ در حقیقت قرآن کریم کی تفسیر کا ایک اہم ذریعہ ہیں جس کے بغیر دین کی تفہیم ناممکن ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں کتابیں اصح کتب الحدیث ہیں لیکن بعض وجوہ کے سبب صحیح مسلم، صحیح بخاری پر بھی فوقیت رکھتی ہے۔ اس ضمن میں امام نووی نے اپنی شرح کے مقدمہ میں چند اقوال بھی نقل کیے ہیں۔[1] ان وجوہات کی بنا پر صحیح مسلم کا مطالعہ اس فرق کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوگا اور بالخصوص شرح صحیح مسلم جو اردو زبان میں صحیح مسلم کی پہلی مفصل شرح ہے اور تقریباً آٹھ ہزار صفحات پر محیط ہے اس کا علمی مقام واضح ہوگا۔ اس میں جگہ جگہ علم و فن کے موتی بکھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جس کی وجہ سے یہ شرح دیگر تمام اُردو شروحات پر بظاہر غالب نظر آتی ہے۔ اس میں جہاں علومِ جدیدہ و قدیمہ، نقل و اصل، روایت و درایت، تحقیق و نقد وغیرہ کی ابحاث موجود ہیں۔ وہیں علامہ موصوف کا ذاتی اجتہاد، علمائے متقدمین و متاخرین سے اختلافِ رائے اور اکابرین کی تحقیق کا علمی رد، کثرتِ حوالہ جات، اصولی و فنی ابحاث، صرفی و نحوی قواعد کے انطباق سے نتائج کا استخراج، کلامی و علمی مسائل میں مصنّف کے ذاتی اصولوں کے ماتحت راجح و مرجوح اقوال میں رَدّ و قبول کا معیار، جدید مسائل میں تحقیق و تدقیق و اختلاف کی نوعیت و کیفیت، مشاہداتی و تجرباتی

اقوال میں شارح کے اجتہادات اور انفرادی آراء منفرد و ممتاز نظر آتی ہیں۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

برصغیر میں اکثر شارحینِ حدیث نے صحیح بخاری پر قلم اٹھایا ہے یہی سبب ہے کہ آج صحیح بخاری کی اُردو زبان میں بیسیوں شروحات موجود ہیں، مگر جب صحیح مسلم کی باقاعدہ شرح تلاش کی جائے تو اس ضمن میں اُردو زبان میں ۱۹۹۴ء تک صرف ایک ہی شرح بنام "شرح صحیح مسلم" نظر آتی ہے، جس کے شارح علامہ غلام رسول سعیدی[2] (۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء تا ۴ فروری ۲۰۱۶ء) ہیں، جو علمی دنیا میں اپنی تصنیفات و تالیفات کے حوالے سے ایک منفرد پہچان رکھتے ہیں۔

شرح صحیح مسلم از علامہ سعیدی انتہائی مبسوط، مفصل اور ضخیم شرح ہے اور تاحال اس کے امتیازات و منہج پر باقاعدہ کوئی تحقیقی مقالہ یا اس عنوان سے کوئی تھیسز ہمارے علم میں نہیں آیا لہذا اس عنوان کا انتخاب کیا گیا۔ ذیل میں شرح صحیح مسلم کا منہج و امتیازات بیان کیے جائیں گے۔

موضوعِ تحقیق کے بنیادی سوالات:

- علامہ غلام رسول سعیدی نے شرح صحیح مسلم میں کس منہج و اسلوب کو اختیار کیا؟
- کیا آپ نے سابقہ شارحین کے آراء کے نقل کرنے پر اکتفاء کیا یا کوئی نئی تحقیق بھی کی؟
- دیگر شارحین پر نقد کرتے ہوئے آپ کا انداز کیسا رہا؟
- دیگر شروحات کے مقابلے میں شرح صحیح مسلم میں کیا امتیازات ہیں؟
- جدید مسائل کو بیان کرنے میں شارح کا اسلوبِ تحقیق کیا ہے؟

شرح صحیح مسلم کا زمانہ تالیف:

علامہ سعیدی نے شرح کا آغاز ۱۹۸۰ء میں کیا اور ابھی ایک جلد ہی مکمل ہوئی تھی کہ آپ شدید بیمار ہوئے جس کے سبب چار سال تک یہ کام تعطّل کا شکار رہا۔ پھر مارچ ۱۹۸۶ء سے دوبارہ آغاز کیا اور جنوری ۱۹۹۳ء میں اس کی سات جلدیں مکمل ہوئیں۔ پہلی جلد باقی چھ جلدوں کے مقابلے میں مختصر تھی لہذا اس پر آپ نے دوبارہ کام کیا اور فروری ۱۹۹۴ء میں اس شرح کی تکمیل ہوئی۔[3]

شرح صحیح مسلم کا منہج و امتیازات:

شرح صحیح مسلم اپنی مختلف و متنوع خصوصیات کی بنا پر ایک بڑے علمی حلقہ میں جہاں بے حد پسند کی گئی ہے وہیں اسے ہدفِ تنقید بھی بنایا گیا ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ اللہ کریم نے اپنی کتاب کے علاوہ ہر کتاب کی عصمت سے

انکار فرمایا ہے اور یہی سبب ہے کہ دیگر کتب میں مولفین و مصنفین کی لغزشیں، تسامحات اور بعض اوقات باطل نظریات بھی ملتے ہیں۔[4] جن کی موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ تمام بزرگ بہر حال بشر ہی ہیں اور ان سے خطا واقع ہونا ممکن ہے۔ چناچہ ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اس شرح کے بعض مقامات سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ ذیل میں شرح صحیح مسلم کا منہج و امتیازات پر مفصل انداز میں روشنی ڈالی جائے گی۔

مقدمہ شرح صحیح مسلم:

شرح صحیح مسلم کے مقدمہ کو بھی اہلِ علم میں وہی شہرت ملی ہے جو صحیح مسلم کے مقدمہ کی ہے۔ علامہ سعیدی نے علوم حدیث و اصولِ حدیث پر ایک شاندار مقدمہ لکھا جو کہ ۱۳۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ اس کے اختتام پر لکھتے ہیں:

> ”مجھ سے بعض احباب نے فرمائش کی تھی کہ میں صحیح مسلم کی پہلی جلد میں اصولِ حدیث کے مباحث پر ایک مبسوط مقدمہ لکھ دوں، سو میں نے اس فرمائش کو پورا کرنے کے لیے یہ مقدمہ لکھا یہ بھی خواہش تھی کہ امام مسلم کے مقدمہ کی شرح لکھوں، لیکن یہ جلد بہت ضخیم ہو گئی ہے (۱۳۶۰ صفحات پر مشتمل ہے) اور اس میں اس کی شرح کی گنجائش نہیں ہے، لہٰذا میرے اس مقدمہ کو امام مسلم کے مقدمہ کی شرح کے قائم مقام سمجھ لیا جائے۔“[5]

ذکرِ اسناد اور سلیس و بامحاورہ ترجمہ:

آپ کا اُسلوب یہ ہے کہ ہر باب کی بیشتر احادیث کو یکجا کرکے ان کا بامحاورہ اور سلیس اُردو ترجمہ تحریر فرماتے ہیں، بعد ازاں مختلف عنوانات کے تحت ترجمہ کردہ احادیث کی شرح اور ان سے تعلق رکھنے والے مباحث پوری شرح و بسط کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں:

> ”فاضل مؤلف کا اسلوب یہ ہے کہ وہ ایک باب کے بیشتر احادیث ایک ساتھ ذکر کرکے ان کا اُردو ترجمہ تحریر فرماتے ہیں، پھر ان احادیث سے تعلق رکھنے والے مباحث پورے شرح وبسط کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔“[6]

شرح صحیح مسلم باب ۴۹۳ (مَنْ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ) یعنی (جو شخص بیع میں دھوکا کھا جائے) میں دو مختلف اسناد سے حدیث نقل کرتے ہیں:

> حدثنا يحيي بن يحيي ، ويحيي بن ايوب ، وقتيبة ، وابن حجر ، قال يحيي بن يحيي: اخبرنا، وقال الآخرون: حدثنا إسماعيل بن جعفر ، عن عبد الله بن دينار ، انه سمع ابن عمر ، يقول: ذكر رجل لرسول الله صلى الله عليه وسلم، انه يخدع في البيوع، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " من بايعت فقل: لا خلابة "، فكان إذا بايع، يقول: لا خيابة.[7]

پھر اس حدیث کی دوسری سند نقل کرتے ہیں اور ساتھ الفاظ کا فرق بھی واضح کرتے ہیں:

حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة ، حدثنا وكيع ، حدثنا سفيان .ح وحدثنا محمد بن المثنى ، حدثنا محمد بن جعفر ، حدثنا شعبة ، كلاهما عن عبد الله بن دينار ، بهذا الإسناد مثله وليس في حديثهما، فكان إذا بايع، يقول: لا خيابة.(8)

اور پھر اس کا سلیس ترجمہ کرتے ہیں:

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے ذکر کیا کہ اس کو بیوع میں دھوکا دیا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جس شخص سے بیع کرو اس سے کہہ دیا کرو کہ دھوکا نہیں ہوگا، وہ شخص جب بیع کرتا تو کہہ دیا کرتا کہ دھوکا نہیں ہوگا۔"(9)

مذکورہ حدیث میں شارح نے دونوں اسناد کا ذکر کیا ساتھ ہی روایات میں الفاظ کے فرق کے حوالہ سے وضاحت بھی کی کہ دوسری سند میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ جب وہ بیع کرتا تو کہتا دھوکا نہیں ہوگا۔

مشکل الفاظ کے معنیٰ و مادہ و وجہ تسمیہ کی تحقیق:

علامہ سعیدی شرحِ حدیث کے ضمن میں الفاظ کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ، ان کے مادہ اصلیہ اور وجہ تسمیہ کی تحقیق بسط و تفصیل کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور اس ضمن میں ماہرینِ لغت شارحین اور مذاہبِ اربعہ کے نامور ائمہ مجتہدین کے اقوال ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً لفظ عرایا کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"علامہ نووی لکھتے ہیں: عرایا، عریّۃ کی جمع ہے جیسے مطایا، مطیۃ کی جمع ہے اور ضحایا، ضحیۃ کی جمع ہے۔ عریۃ، تعرّی سے ماخوذ ہے جس کا معنیٰ تجرد اور خالی ہونا ہے، کیونکہ عریّۃ کا حکم باغ کے باقی احکام سے مجرد اور خالی ہوتا ہے اس لیے اس کو عریّۃ کہتے ہیں۔ جمہور کا مختار یہ ہے کہ یہ **فعیلة** کے وزن اور **فاعلة** کے معنیٰ میں ہے اور ہروی وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ **فعیلة** کا وزن ہے اور **مفعولة** کے معنیٰ میں ہے اور یہ **عراہ یعروہ** سے ماخوذ ہے اور یہ آنے جانے والے شخص کے لیے کہا جاتا ہے کیونکہ عریّۃ والا باغ والے کے پاس بار بار آتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اس کا حکم باغ کے باقی احکام سے الگ کیا ہوا ہوتا ہے اس لیے اس کو عریّۃ کہتے ہیں۔"(10)

اس کے بعد عریۃ کی اصطلاحی تعریف میں مذاہبِ اربعہ کے ائمہ مجتہدین میں سے امام نووی شافعی، علامہ خرقی حنبلی، قاضی ابوالولید ابنِ رشد مالکی اور امام محمد بن حسن الشیبانی کے اقوال بالترتیب نقل کیے ہیں۔

مجہول ناموں کی تعیین:

اکثر احادیث میں کسی واقعے کے ضمن میں سائل کا ذکر ہوتا ہے لیکن اس کا نام و تفصیلات کتب حدیث میں نہیں ملتیں جس کے لیے محققین کو کتب اسماء الرجال و انساب کی ورق گردانی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ علامہ سعیدی نے بیشتر مقامات پر شرحِ حدیث میں مجہول شخصیات کا ذکر بالتفصیل کیا ہے تاکہ قاری کو شرح کا مطالعہ کر کے مکمل معلومات حاصل ہو جائیں جیسے شرح صحیح مسلم باب ۴۹۳ (مَنْ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ) میں حدیث نقل کرتے ہیں:

حدثنا يحيي بن يحيي ، ويحيي بن ايوب ، وقتيبة ، وابن حجر ، قال يحيي بن يحيي: اخبرنا، وقال الآخرون: حدثنا إسماعيل بن جعفر ، عن عبد الله بن دينار ، انه سمع ابن عمر ، يقول: ذكر رجل لرسول الله صلى الله عليه وسلم، انه يخدع في البيوع، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " من بايعت فقل: لا خلابة "، فكان إذا بايع، يقول: لا خيابة. (11)

مذکورہ حدیث میں جس شخص کا ذکر کیا اس کے نام کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ شخص حبان بن منقذ تھا جس نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں آکر عرض کی تھی۔ (12)

حدیث کا شانِ ورود:

یہ ایک بدیہی امر ہے کہ احادیث سے استفادہ میں مکمل دسترس تب تک مشکل ہے جب تک ان احادیث کے اسبابِ ورود معلوم نہ ہوں کیونکہ جس طرح قرآنی احکام سمجھنے کے لیے آیات کا شان نزول جاننا اہم ہے اسی طرح فرموداتِ نبوی ﷺ کا مقصود سمجھنے کے لیے اسبابِ وُرودِ حدیث کو جاننا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ ابن حمزہ دمشقی کے مطابق:

هوَ مَا يَكُونُ طَرِيْقاً لِتَحْدِيْدِ مُرَادِ الْحَدِيْثِ مِنْ عُمُوْمٍ او خُصُوْصٍ اوْ اِطْلَاقٍ اوْ تَقْيِيْدٍ او نَسْخٍ اَوْ غَيْرِ ذَالِكَ"[13]

علم اسباب ورود حدیث وہ علم ہے جو کسی حدیث کے معنی میں عموم و خصوص اطلاق و تقیید، یا نسخ کی تعیین کا ذریعہ اور وسیلہ بنتا ہے۔

شرح صحیح مسلم کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علامہ سعیدی نے احادیث کا شانِ ورود بھی ذکر کیا ہے۔ جیسے کتاب البیوع میں ایک شخص حبان بن منقذ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بیع میں دھوکے سے متعلق شکایت کی۔ اس حدیث میں سبب ذکر نہیں کیا گیا علامہ سعیدی اس کا سبب ورود لکھتے ہیں:

"یہ شخص صاحب بصیرت نہیں تھا اور عدم بصیرت کی وجہ سے اس کو بیع اور شراء میں نقصان ہو جاتا تھا اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس کو یہ کلمات تلقین کیے تاکہ لوگ اس سے بیع کا معاملہ کرتے وقت اس کی اس کمزوری سے مطلع رہیں اور بیع میں ازراہ ہمدردی اس کا خیال رکھیں کہ کہیں اس کو نقصان نہ ہو

جائے۔ یہ شخص لاخلابة کی جگہ لاخیابة کہتا تھا، اس کی زبان سے لام نہیں نکلتا تھا کیونکہ ایک جنگ میں اس کے سر پر پتھر لگنے کی وجہ سے اس کی عقل اور زبان میں کچھ نقصان واقع ہو گیا تھا۔"[14]

تشریح الحدیث بالقرآن کا اہتمام:

علامہ سعیدی کا منہجِ شرح یہ کہ آپ کسی بھی حدیث کی شرح میں اولاً آیاتِ قرآنی پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد احادیثِ مبارکہ (بمع تخریج) اور اقوالِ سلف اور فتاویٰ معاصرین سے دلائل نقل کرتے ہیں۔ مثلاً کتاب الایمان کی پانچ احادیث اور ان کا ترجمہ ایک ساتھ تحریر کرنے کے بعد علماء و صالحین کے لیے "رضی اللہ عنہ" کے لکھنے اور کہنے کے جواز کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"یہ دعائیہ جملہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام علماء ربانیین اور صلحاء اور متقین کے نام کے ساتھ یہ دعائیہ جملہ استعمال کیا جاسکتا ہے، البتہ ہر آدمی اور ہر کہ مہ کے لیے ان تعظیمی کلمات کو استعمال نہیں کرنا چاہیے، اس کی دلیل قرآنِ مجید کی ان آیات میں ہے..."[15]

اس مقام پر علامہ سعیدی نے قرآنِ کریم کی دو آیات[16] اور تین اقوالِ سلف[17] بیان کیے ہیں۔

آپ کے اسی منہج کو بیان کرتے ہوئے قاری عبدالمجید شرقپوری (برطانیہ) شرح صحیح مسلم پر اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں:

"شرح صحیح مسلم میں اسلوب یہ ہے کہ آپ جس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں تو پہلے قرآنِ مجید کی آیات سے استدلال کرتے ہیں، پھر احادیثِ صحیحہ سے استشہاد کرتے ہیں، پھر ائمہ اربعہ کے اقوال ان کے اصل ماخذ سے پیش کرتے ہیں اس کے بعد اس پر اٹھنے والے جدید و قدیم اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں، اس کتاب کو پڑھنے سے قاری کو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اس کو لکھتے وقت صدہا کتابوں کا عمیق مطالعہ کیا ہے۔"[18]

احادیث مبارکہ کو اقوالِ فقہاء پر ترجیح دینا:

بعض حضرات کی طرف سے مقلدین پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ حدیث کی بنسبت اپنے امام اور فقہاء کے فتاویٰ کو ترجیح دیتے ہیں۔ علامہ سعیدی نے شرح صحیح مسلم میں جابجا احادیثِ مبارکہ کو اقوالِ فقہاء پر ترجیح دے کر اس اعتراض کا بے بنیاد ہونا ثابت کیا ہے۔ چنانچہ صلوٰۃ وسطیٰ کی تشریح میں آپ رقمطراز ہیں:

"قرآن کریم میں ہے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى[19] (تمام نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصا نمازِ وسطیٰ کی) نمازِ وسطیٰ کی تعیین میں علماء کے متعدد اقوال ہیں، لیکن چونکہ یہاں رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ وسطیٰ کی صلوٰۃ عصر سے خود تفسیر فرمادی ہے اس وجہ سے آپ کی تفسیر کے مقابلے میں باقی اقوال غیر مقبول ہیں، ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاء کا نمازِ وسطیٰ کی تعیین میں

اختلاف ہے، جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ امام احمد کا مسلک اس حدیث کے مطابق ہے (جس میں عصر کی تعیین کی گئی ہے) اور یہ حدیث باقی تمام فقہاء کے خلاف حجتِ قویہ ہے، مخالفین کسی حدیث سے نہیں صرف قیاس سے استدلال کرتے ہیں۔"[20]

بارگاہِ رسالت ﷺ کا کمالِ ادب:

علامہ سعیدی ایک سچے عاشقِ رسول تھے۔ آپ ﷺ کی طرف کوئی بھی ایسا لفظ منسوب نہ کرتے تھے جس میں بے ادبی کا ادنیٰ سا شائبہ پایا جاتا ہو، چنانچہ ایک مقام پر آپ رقمطراز ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے جو بعض مواقع پر کچھ مشرکوں کے لیے دعا ضرر فرمائی ہے اس کو بد دعا سے تعبیر کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ آپ کی طرف کسی بھی اعتبار سے لفظِ بد کو استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔"[21]

علامہ سعیدی نبی کریم ﷺ سے اس قدر عقیدت رکھتے تھے کہ آپ نے اصل نام "شمس الزماں" کے بجائے غلامیٔ رسول کے سبب اپنا نام "غلام رسول" رکھا اور اسی نام سے اس قدر معروف ہوئے کہ آپ کے اصل نام کو شاید ہی لوگ جانتے ہوں۔[22]

راقم کے نزدیک اس شرح کا امتیاز یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی جتنی مرتبہ ذکر ہوا ہر جگہ درودِ پاک لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے یاد رہے کہ جس دور میں ۱۹۸۱ء تا ۱۹۹۱ء یہ شرح لکھی گئی اس وقت کتابت کی جاتی تھی اور اخراجات و محنت کے سبب درود شریف کی تصغیر کی روش اختیار کر لی جاتی تھی لیکن علامہ سعیدی کے کمالِ ادب نے یہ گوارا نہیں کیا کہ آنحضرت ﷺ کا ذکرِ خیر ہو اور آپ ﷺ پر دورد نہ لکھا جائے بلکہ بعض علماء کے نزدیک یہ ناجائز و حرام ہے۔[23]

اساتذہ، طلباء و محققین کے لیے اس میں سبق ہے کہ بعض اوقات امتحانات اور مقالات تحریر کرنے میں صفحات کے صفحات سیاہ کر دیے جاتے ہیں لیکن درود لکھنے پر توجہ نہیں دی جاتی یہ قابلِ افسوس پہلو ہے۔

احادیث کے درمیان تطبیق و رفعِ تعارض کی کوشش:

علامہ سعیدی حدیث کی شرح کرتے ہوئے احادیث کے درمیان تطبیق و رفعِ تعارض کی کوشش کرتے ہیں اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو اس کے نسخ کی وضاحت کرتے ہیں اور آخر میں حدیث کا ایسا محمل بیان کرتے ہیں جس سے وہ حدیث کسی معنیٰ میں قابلِ عمل شمار ہو۔ مثلاً ابراد بالظہر کے مسئلہ میں فرماتے ہیں:

"اس باب میں حضرت خباب سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے گرمی کی شدت کے باوجود (نماز میں) تاخیر کی اجازت نہیں دی۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یہ حدیث بابِ سابق کی ان احادیث سے

منسوخ ہے جن میں آپ ﷺ نے گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت خباب کی شکایت اس لیے زائل نہ کی ہو کہ انہوں نے ٹھنڈا وقت ہو جانے سے زیادہ تاخیر طلب کی ہو، بعض علماء نے ان احادیث میں اس طرح تطبیق کی ہے کہ گرمی میں نماز پڑھنا عزیمت ہے اور ٹھنڈے وقت میں نماز پڑھنا رخصت ہے۔"(24)

دوسرے مقام پر حدیثِ مصراۃ ذکر کرنے کے بعد آپ نے واضح کیا ہے کہ یہ حدیث قرآن و سنت اور اجماع و قیاس کے خلاف ہے اس لیے یہ خبرِ واحد غیر مقبول ہے۔ اس کے بعد آپ نے علامہ عینی کے حوالے سے اس حدیث کا نسخ نقل کیا ہے، بعد ازاں آخر میں علامہ سرخسی کے حوالے سے معمول بہ محمل نقل کیا ہے، چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

"علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ جب کوئی شخص مصراۃ خریدے تو اپنے لیے خیارِ شرط رکھ لے ... اگر شرط خیار نہیں لگائی تو واپس نہیں کر سکتا۔ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ مصراۃ کو واپس کرنے کا یہ حکم دیانۃً ہے قضاءً نہیں ہے۔"(25)

فقہی مذاہب کا بیان اور ترجیح احناف:

علامہ سعیدی کا اسلوبِ تحقیق انتہائی محتاط ہے۔ آپ سب سے پہلے کسی بھی مسئلہ میں اسلام کے اولین ماخذ قران مجید سے رجوع کرتے ہیں پھر احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ وتابعین سے مختلف آراء جمع کرتے ہیں اس کے بعد ائمہ اربعہ کی امہات کتب سے استشہاد پیش کرتے ہیں اور مذاہب فقہاء کے دلائل کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت کرتے ہیں۔ کئی مقامات پر علامہ صاحب نے زیرِ بحث مسئلہ پر ائمہ اربعہ کے بالتفصیل مذاہب بھی بیان کیے ہیں اور اس سلسلے میں ان مذاہب کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ پھر اکثر جگہ احناف کے مؤقف کی برتری کو واضح کرتے ہیں ائمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر دورانِ عدت دن میں معتدہ کے گھر سے نکلنے کے بارے میں مذاہبِ فقہاء بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"علامہ نووی لکھتے ہیں کہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور دوسرے فقہاء کا یہ نظریہ ہے کہ معتدہ بوقتِ ضرورت دن میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ عدتِ وفات میں امام ابو حنیفہ بھی جمہور کے موافق ہیں اور جو عورت عدتِ طلاقِ ثلاثہ گزار رہی ہو تو اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ دن اور رات کسی وقت میں گھر سے باہر نہ نکلے۔ امام ابو حنیفہ کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ" یہ آیت مطلقہ عورتوں کے گھر سے نہ نکلنے کے بارے میں صریح نصِ قطعی ہے اور بیوہ عورت کے بارے میں ایسی نص نہیں۔ نیز بیوہ عورت کا نفقہ شوہر

کے وارثوں کے ذمہ فرض نہیں اس لیے قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ نفقہ کی جد وجہد میں گھر سے باہر جاسکتی ہے۔اس کے برخلاف مطلقہ عورت کا نفقہ چونکہ شوہر کے ذمہ فرض ہے اس لیے اس کو گھر سے نکلنے کی کوئی شرعی حاجت نہیں ائمہ ثلاثہ کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے،امام طحاوی فرماتے ہیں کہ حضرت جابر اپنی خالہ کے دورانِ عدت گھر سے نکلنے کا واقعہ بیان کرتے ہیں اور خود اس کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ان کے ہاں منسوخ ہے۔"(26)

عصرِ حاضر کے مسائل پر مفصل و مدلل تحقیق:

علامہ سعیدی نے شرح صحیح مسلم میں عام شارحین کے انداز سے ہٹ کر مسائلِ جدیدہ پر زیادہ جامع اور مدلل گفتگو کی ہے۔تاکہ اس شرح سے عوام وخواص سب مستفید ہو سکیں اور قرآن وسنت اور علماء متقدمین اور محققین کی عبارات کی روشنی میں عصرِ حاضر کے مسائل اور ان کے دلائل سے بخوبی آگاہی حاصل کر سکیں۔مثلاً انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹنے کے بارے میں اپنا مؤقف بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ہمارے قدیم فقہاء نے اگر انجکشن لگوانے کو روزہ ٹوٹنے کا سبب قرار نہیں دیا تو وہ اس میں معذور تھے، کیونکہ ان کے زمانے میں انجکشن ایجاد نہیں ہوا تھا۔تاہم ان کے بیان کردہ بعض اصولوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ روزے میں انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔کیونکہ ہمارے فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ کھانا، پینا صورۃً ہو یا معنًی اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انجکشن کے ذریعہ معنًی دوا یا گلوکوز کو حاصل ہوتا ہے۔"(27)

چنانچہ علامہ سعیدی کے اسلوب پر مفتی محمد تقی عثمانی رقمطراز ہیں:

"اس سلسلے میں فاضل مؤلف نے صرف روایتی بحث پر زور دینے کے بجائے ان مسائل پر زیادہ تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، جو ہماری عصرِ حاضر سے متعلّق ہیں۔چنانچہ اس کتاب میں انہوں نے فوٹو گراف،ریڈیو، ٹیلیویژن، ویڈیو، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز ، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلوپیتھک ادویہ،انتقالِ خون، اعضاء کی پیوند کاری،ضبطِ تولید،ٹیسٹ ٹیوب بے بی،رؤیتِ ہلال، سود اور بیمہ،نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نماز و روزے کے احکام اوراس جیسے بہت سے عصری مسائل پر عالمانہ بحثیں کی ہیں۔"(28)

مسائلِ جدیدہ میں طرزِ استدلال:

مسائلِ جدیدہ میں آپ اجتہاد و قیاس کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور اولاً مقیس علیہ کے طور قرآن وحدیث اور پھر

اقوالِ فقہاء کو بیان کرتے ہیں اور ایک مسئلہ کے عدمِ جواز کی صورت میں اس کا متبادل جائز راستہ بھی بتاتے ہیں جو آپ کی فقہ میں گہرائی اور گیرائی پر منہ بولتا ثبوت ہے۔ مثلاً ٹیلیفون پر نکاح کے جواز و عدمِ جواز کے مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> ''ٹیلیفون پر نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب ہم بتا چکے ہیں کہ نکاح میں یہ ضروری ہے کہ دو مسلمان گواہوں کے سامنے مجلسِ نکاح میں ایجاب و قبول کیا جائے، تو جب لڑکا انگلینڈ میں ٹیلیفون پر قبول کر رہا ہے، تو اس کا یہ قبول کرنا، مجلس میں موجود گواہوں کے سامنے نہیں ہے، اور وہ شرعاً اور قانوناً لڑکے کے قبول کرنے کی گواہی نہیں دے سکتے، اس لیے ٹیلیفون پر نکاح کرنا جائز نہیں۔ نکاح کی (جائز) صورت یہ ہے کہ لڑکا خط یا ٹیلیفون کے ذریعہ کسی شخص کو اپنا وکیل بنا دے اور وہ وکیل لڑکے کی طرف سے پاکستان میں ایجاب و قبول کر لے۔''[29]

اس مسئلہ میں بطور دلیل آپ نے علامہ سرخسی کی المبسوط کا حوالہ دیا ہے کہ غائب اپنے نکاح کے لیے کسی کو وکیل بنا سکتا ہے۔ نیز آنحضرت ﷺ کے ام المؤمنین حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح میں نجاشی شاہِ حبشہ کو اپنا وکیل بنانے سے استدلال کیا ہے۔

معروضی طرزِ تحقیق:

علامہ سعیدی کا اندازِ استدلال ''معروضی تحقیق'' کے مطابق ہے۔ آپ کسی بھی مسئلہ پر آنکھیں بند کر کے اقوال نقل کرنے کی بجائے خالی الذہن ہو کر نصوصِ قرآن و حدیث، آثارِ صحابہ و تابعین اور اقوالِ فقہاء و محدثین (قدماء و معاصرین) کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کسی مسئلہ پر خوب غور و خوض کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جو بات آپ پر منکشف ہو اس کو من و عن نقل کر دیتے ہیں۔ اسی بناء پر آپ اپنے ہم مشرب علماء و اکابرین کے ساتھ بھی اختلافِ رائے رکھتے ہیں اور یہ بات قابلِ تعریف ہے۔

چنانچہ مفتی تقی عثمانی، علامہ سعیدی کے اندازِ تحریر کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''یہ بات واضح اور قابلِ تعریف ہے کہ ان کا اندازِ استدلال اور اسلوبِ بیان ''معروضی تحقیق'' کے شایانِ شان ہے۔''[30]

چنانچہ مفتی منیب الرحمٰن لکھتے ہیں:

''میں دورانِ تصنیف مصنف سے انتہائی فکری قرب کی بناء پر شرحِ صدر کے ساتھ بہ بانگِ دہل یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اس کتاب کی تصنیف اور ترتیب و تسوید کے دوران مصنف کا اندازِ فکر سو فیصد معروضی رہا ہے۔''[31]

علامہ سعیدی اپنے اس طرز کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"میں جس مسئلے میں کوئی رائے قائم کرتا ہوں تو اس کی بنیاد قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ ہیں اور اجماع و قیاس سے بھی استدلال کرتا ہوں، ان مسائل سے مراد عصری مسائل ہیں، امام ابو حنیفہ جن مسائل کا استنباط کر چکے وہ مفروغ عنہا ہیں البتہ امام ابو حنیفہ سے جن مسائل میں دیگر اکابر احناف نے دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے ان کا معاملہ الگ ہے، یا جن مسائل میں ضرورت کی بنیاد پر دوسرے ائمہ کے اقوال پر فتویٰ دیا ان کا معاملہ جدا ہے تاہم بالفرض اگر کسی مسئلے میں میری رائے قرآن، حدیث یا اجماع مجتہدین کے خلاف ہو تو میری رائے کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اصل حجت قرآن، حدیث اور اجماع مجتہدین ہے۔"(32)

اختلاف رائے میں آداب کی رعایت:

آپ جب کسی مسئلہ میں دوسروں سے اختلاف کرتے ہیں تو اپنی برتری جتلانے اور دوسروں کو نیچا دکھانے کے بجائے اپنے موقف پر بکثرت عقلی اور نقلی دلائل پیش کرتے ہیں اور جس کا تعاقب کرتے ہیں اُس کا بڑی عزت اور احترام سے ذکر کرتے ہیں چنانچہ جناب ابو طالب کے ایمان نہ لانے کے متعلق علامہ سعیدی 5 آیاتِ کریمہ اور 10 احادیثِ مبارکہ لانے کے بعد فرماتے ہیں:

"قرآنِ مجید کی اول الذکر آیات اور ثانی الذکر احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں مذہبِ اربعہ کے معروف علماء، فقہاء، مفسرین اور جمہور اہلِ سنت کا مؤقف یہ ہے کہ ابو طالب کا ایمان ثابت نہیں ... بعض علماءِ اہلِ سنت نے ابو طالب کے ایمان کو ثابت کیا ہے، ہر چند کہ یہ رائے تحقیق اور جمہور کے مؤقف کے خلاف ہے، لیکن ان کی نیت محبتِ اہلِ بیت ہے، اس لیے ان پر طعن نہیں کرنا چاہیے۔"(33)

علامہ سعیدی کے اس وصف کی تائید مفتی تقی عثمانی ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"انہوں نے اسلامی علوم پر تمام متداول کتابوں سے کسی مذہبی تعصّب کے بغیر استفادہ کیا ہے اور جہا ں کہیں کسی دوسرے مصنّف پر تنقید کی ہے، وہاں بھی اپنے قلم کو جارحیت کے داغ سے محفو ظ رکھتے ہوئے محض علمی تنقید کا راستہ اپنایا ہے۔ مسائل کی تحقیق میں بھی انہوں نے وہی راہ اختیار کی ہے، جو ان کو اپنے قلب و ضمیر کے مطابق دلائل سے زیادہ قریب نظر آ ئی، چنانچہ انہوں نے بعض فقہی مسائل میں مولانا احمد رضا خاں صاحب سے بھی دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے۔"(34)

بعض مسائل سے رجوع اور قبولِ حق:

علامہ سعیدی نے شرح صحیح مسلم کے پہلے مطبوعہ کے چھپ جانے کے بعد اس پر نظر ثانی کی ساتھ ساتھ آپ کے بعض معاصرین نے چند مسائل کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروائی چنانچہ ان مسائل میں غور وخوض کرنے کے بعد آپ نے اپنے بعض تسامحات سے رجوع کیا۔ انجکشن سے روزہ نہ ٹوٹنے کے مسئلہ سے رجوع کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"ہمارے زمانے میں عام علماء کا یہ نظریہ ہے کہ روزے میں انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ رگ میں انجکشن لگوایا جائے یا مسل میں، پہلے میرا بھی یہی نظریہ تھا، لیکن اس مسئلہ میں زیادہ غور وخوض کرنے اور علماء سے مذاکرات کے بعد میں نے اپنی پہلی رائے سے رجوع کر لیا ہے، اور اب میری تحقیق یہ ہے کہ روزے میں انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، خواہ وہ انجکشن گوشت میں لگوایا جائے یا رگ میں، کیونکہ حدیث میں ہے کہ روزہ ٹوٹنے کا مدار دخول پر ہے نہ کہ خروج پر۔ اس کی پوری تحقیق ضمیمہ میں ص 1154 پر ملاحظہ فرمائیں۔"(35)

علامہ سعیدی نے اپنے اس وصف کو خود بالتفصیل بیان کیا ہے، چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

میں نے اس کتاب میں جو مباحث لکھیں ہیں کہ وہ خوب غور وخوض کر کے لکھیں اور بعض مسائل میں اپنے معاصر علماء کی رائے سے بھی استفادہ کیا ہے، اس کے باوجود میں انسان ہوں اور اپنے آپ کو فکری غلطیوں اور اجتہادی خطاؤں سے مبرا نہیں سمجھتا، صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین نے بھی بعض امور میں اپنی آراء سے رجوع کیا ہے اور یہی للہیت کی نشانی ہے بعض چیزوں میں مجھ پر فکری غلطی واضح ہوئی اور میں نے ان سے رجوع کر لیا، حضرت علامہ سیالوی مدظلہ نے رجم کی بحث میں میری ایک فکری غلطی کی طرف توجہ دلائی تو میں نے اس سے رجوع کر لیا اور جلد رابع کے دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی، میں نے جلد ثالث میں حضرت زینب بنت جحش کو ہاشمی لکھ دیا تھا بعض دوستوں نے اس پر متنبہ کیا کہ وہ تو بنو اسد سے ہیں تو میں نے دوسرے ایڈیشن میں اصلاح کر دی اسی جلد ثالث میں روزے میں انجیکشن لگوانے کے مسئلے میں اپنی پہلی رائے سے رجوع کر لیا۔ بعض علماء نے متنبہ کیا کہ جلد اول میں، میں نے داڑھی میں قبضے کو واجب لکھا ہے تو میں نے اس سے رجوع کر لیا۔ بہر حال میں شرح صحیح مسلم پر غور وفکر کرتا رہا ہوں اور قبول حق کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہوں، کسی مسئلے میں میرا ذاتی کوئی نظریہ نہیں ہے، میں وہی لکھتا ہوں جو قرآن وحدیث اور سنت سے منکشف ہوتا ہے میں نے جو کچھ پہلے لکھا ہے وہ بھی اللہ کے لیے لکھا تھا اور جس رائے سے رجوع کیا وہ بھی اللہ کے لیے رجوع کیا ہے کچھ کتابت کی اغلاط بھی علم میں آتی رہتی ہیں اور بعد والے ایڈیشنوں میں ان کی اصلاح کر دی جاتی ہے میں اپنی طرف سے اس کتاب کی صحت و درستگی کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن یہ ایک بندے و بشر کی کوشش ہے اور اغلاط و نقائص سے منزہ نہیں ہے، کامل ذات صرف اللہ کی ہے۔(36)

دورِ رسالت کے اوزان وظروف کی زمانہ حاضرہ میں مقدار:

کتبِ حدیث کے طالب علم جب احادیث مبارکہ میں دورِ رسالت کے اوزان وظروف کا لفظ پڑھتے ہیں تو زمانہ موجودہ میں ان کی مقدار جاننے کے خواہاں ہوتے ہیں، لیکن عموماً شارحینِ حدیث نے اس طرف کماحقہ توجہ نہیں دی۔ علامہ سعیدی ہر اس مقام پر جہاں اس طرح کا لفظ آجائے اپنے زمانے کے حساب سے ان اوزان وظروف کی مقدار ضرور بتاتے ہیں۔ مثلاً حدیثِ مبارکہ "**وكان يعطي ازواجه ماة وسق ثمانون وسق تمر وعشرون وسق شعير**" کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ اس (خیبر کی) آمدنی میں سے سو وسق (ایک وسق 240 کلو گرام کے برابر ہے) ازواجِ مطہرات کو دیتے تھے۔ اسی وسق کھجوریں اور بیس وسق جو۔"[37]

دوسرے مقام پر "**ومعها صاع من تمر**" کا ترجمہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجوریں بھی دے۔ (ایک صاع 4.25 کلو گرام کے برابر ہے)"[38]

قدیم پیمانوں کو موجودہ پیمائش کے ساتھ بیان کرنا نہ صرف قدامت وجدت کا حسین امتزاج ہے بلکہ قارئین کے لیے سہولت کا باعث بھی ہے۔ راقم کے نزدیک شرح صحیح مسلم کا یہ بھی ایک امتیاز ہے۔

اللہ کریم سے رجوع اور دعائیہ کلمات سے اختتام:

علامہ سعیدی اپنی تمام کتب میں بالخصوص شروحاتِ حدیث میں جب بھی کسی باب کو مکمل کرتے ہیں، دعائیہ کلمات کے ساتھ اختتام کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

"اس موضوع پر میں نے جو کاوش کی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اس کو تشنگان علم کی سیرابی کا سبب بنائے اور جو لوگ ان مسائل میں تحقیق کے طالب تھے یا ان مسائل میں کسی غلط مؤقف کا شکار تھے ان کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اے اللہ! اس کتاب کے مصنف کو اور اس کے معاونین اور قارئین کو بخش دے بیشک مصنف سرتا پا گناہوں میں غرقاب ہے تو اپنی رحمت سے اسے توبہ اور اعمال صالحہ کے ساحل کی طرف لے آکر اس کا ایمان اور نیکیوں پر خاتمہ کر، اور اسے اپنی رحمتوں سے نواز، رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور زیارت سے بہرہ مند فرما" (آمین یارب العالمین)"[39]

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے، موافقین کے لیے اسے موجب استقامت بنائے اور مخالفین کے لیے اس کو سبب ہدایت بنائے اور جس طرح کتاب الصیام کی شرح مکمل کرائی ہے، اسی طرح پوری صحیح البخاری کی شرح مکمل کرادے۔ میرے والدین کی، میرے

اساتذہ اور میرے احباب کی، میرے تلامذہ کی اور میرے قارئین کی مغفرت فرمادے (اٰمین یارب العالمین)۔"[40]

مشہور ہے کہ "ناکردن یک عیب۔۔کردن صد عیب" علامہ سعیدی کے ساتھ بھی کچھ ایسے ہی معاملات ہوئے یہاں تک کہ آپ کے خلاف فتاویٰ و مقالات بھی لکھے گئے لیکن آپ نے ان تمام کوششوں پر کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا بلکہ معاندین و مخالفین کے لیے رب کے حضور دعا کرتے رہے، جیسا کہ مذکورہ اقتباسات میں پڑھا جاسکتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ آپ دو مختلف تراجم و تفاسیرِ قرآن بنام "تبیان القرآن" و "تبیان الفرقان" اور صحیحین کی دو ضخیم شروحات مکمل کرکے اس دنیا سے رخصت ہوئے جن کی نظیر عہد حاضر میں نہیں ملتی۔

شرح صحیح مسلم کے بعض معایب:

سوائے کلام اللہ کے کسی کتاب کی عصمت کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ شرح صحیح مسلم کے جہاں محاسن و امتیازات کا ذکر کیا وہیں اس شرح میں بعض معایب بھی ہیں جن کی نشاندہی از حد ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ آئندہ مراحلِ طباعت میں ان معایب کی بہتری کی کوئی صورت نکالی جاسکے۔ چند پہلو یہ ہیں:

- علامہ سعیدی بسا اوقات عربی عبارات نقل کرنے کے بجائے ان کے مفاہیم کو قلمبند کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی اپنی تحریر اور دوسری کتب کے حوالہ جات میں التباس نظر آتا ہے، جیسے ظہر کے وقت کی تعیین کے حوالے سے شیخ انور شاہ کشمیری پہ نقد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> "علامہ سرخسی نے امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کا مذہب ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل سایہ تک رہتا ہے اور اس کو نقل اور عقل سے ثابت کیا ہے اور علامہ سرخسی کی مبسوط ظاہر الروایہ کی حامل ہے پھر ہمیں کشمیری کی یہ عبارت پڑھ کر حیرت ہوئی۔ (یہاں سے علامہ کشمیری کی عبارت نقل کر رہے ہیں لیکن علامتِ اقتباس نہیں لگائی جس سے صاحبِ عبارت کی تعیین میں التباس ہو جاتا ہے۔ مقالہ نگار) مشہور یہ ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل سایہ کے بعد خارج ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سایہ کے بعد داخل ہوتا ہے ہائے میری سمجھ! ان لوگوں نے اس قول کو ظاہر الروایہ کہاں سے بنادیا کیونکہ ظہر کا آخری وقت نہ جامع صغیر میں ہے نہ جامع کبیر میں نہ زیادات میں ہے نہ مبسوط میں اور سرخسی نے تصریح کی ہے کہ امام محمد نے ظہر کا آخری وقت نہیں بیان کیا۔"[41]

- بعض مقامات پر مسائل پر تحقیق کرتے ہوئے کثرتِ حوالہ جات کے سبب طوالت کی وجہ سے آپ خلط مبحث کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جو یقیناً قاری پر گراں گزرتا ہے۔

- اسی طرح نعمۃ الباری کی نسبت شرح صحیح مسلم میں علامہ سعیدی نے ترجمہ اُسناد کا اہتمام نہیں کیا۔
- شرح صحیح مسلم میں رواۃ کا تعارف بھی پیش نہیں کیا گیا۔

خلاصہ بحث:

شرح صحیح مسلم میں احادیث کا عام فہم، سلیس، آسان اور بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ قدیم شروحات کی روشنی میں ہر باب کے آغاز میں اس باب کے بارے میں اور اس کی ترتیب پر کلام کیا گیا ہے۔ اصولِ حدیث کو احادیث کے ردّ و قبول کا معیار بنایا گیا ہے اور فنِ حدیث پر بحث کی گئی ہے۔ ہر مسئلہ کی تحقیق میں سب سے پہلے آیاتِ قرآنیہ، پھر احادیثِ صحیحہ، آثارِ صحابہ و تابعین، مذاہبِ ائمہ اربعہ، متقدمین و متاخرین کی عبارات سے استشہاد اور آخر میں ذاتی مؤقف پر دلائل و براہین لے کر آئے ہیں۔ اس شرح کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ اکثر مسائل کی تحقیق میں فقہ حنفی کی دیگر مذاہب پر ترجیح کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ منکرینِ حدیث اور مستشرقین کے اعتراضات و شبہات کا عقلی و نقلی دلائل سے رد کیا گیا ہے۔ علمی اختلاف کی صورت میں شائستہ اور نرم روش اختیار کی گئی ہے۔

عصرِ حاضر سے متعلّق بیشتر عصری مسائل پر انتہائی مدلّل اور محققانہ انداز میں بحث کی گئی ہیں۔ کئی مقامات زیرِ بحث مسئلہ پر ائمہ اربعہ کے مذاہب کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اور ان مذاہب کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ احادیث سے مستنبط ہونے والے فوائد و مسائل بھی مختصراً ذکر کیے ہیں اہلسنت و جماعت کے عقائد و معمولات کی تشریح و توضیح اور مخالفین کی مہذب گرفت کے ساتھ ساتھ عقائد میں غلو سے احتراز کیا گیا ہے۔ کئی مقامات پر اپنے مسلک کے امام مولانا احمد رضا خان سے شدید علمی اختلاف کر کے ان کی مخالفت میں دلائل دے کر اس جمود کو توڑا ہے کہ ''کلام الامام ،امام الکلام'' اکابرین مفسرین و شارحین کے مسامحات پر باوقار تنقید اور تتبع بھی کیا ہے۔ تمام شروحات کی تحقیق کا نچوڑ بڑی عرق ریزی سے پیش کیا ہے۔

نتائجِ بحث:

1. علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم اردو زبان میں پہلی شرح مسلم ہے۔
2. علامہ صاحب نے اپنی شرح میں تمام جدید و قدیم رسمیات تحقیق کو اختیار کیا ہے۔
3. کثرت حوالہ جات کے ساتھ آپ نے دیگر کتب احادیث کی بھی تخریج کا التزام کیا ہے۔
4. درحقیقت یہ شرح نہ صرف علوم و مباحث حدیث میں کمال شاہکار ہے بلکہ فقہ و اصول فقہ میں بھی انسائیکلوپیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی مختلف جہات پر کام کرایا جائے تاکہ اس شرح کے مزید محاسن اہلِ علم کے سامنے اجاگر کیے جاسکیں۔
5. فقہی مسائل میں احناف کو ترجیح دی گئی ہے۔

شرح صحیح مسلم میں کچھ معایب بھی ہیں جن میں سے بعض کا اس مقالہ میں کا ذکر کیا گیا ہے، ان کی اصلاح کر کے اس کو مزید بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے: النووی، ابوزکریا یحییٰ بن شرف، **مقدمہ شرح مسلم**، نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۷۵ھ۔
For details: Abū Zakariyā Yaḥya bin Sharf Al Nawawī, **Muqaddamah Shraḥ Saḥiḥ Muslim**, Noor Muhammad Aṣaḥ ul Maṭaba‘i, Karachi, 1384H.

[2] علامہ غلام رسول سعیدی کے احوال جاننے کے لیے راقم کی کتاب، **تذکرہ محدث اعظم پاک وہند**، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور، ۲۰۱۸ء کا مطالعہ کیجیے۔
For Biography of ‘Allāma Ghulām Rasōl Sa‘eedī read author’s book entitled: **Tadhkirah Muḥaddith e A‘azam Pāk o Hind**, Zia ul Quran, Publications, Lahore, 2018.

[3] سعیدی، علامہ غلام رسول، **شرح صحیح مسلم**، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور، ط۸، مئی ۲۰۰۰ء، ۱/ ۳۷ ملخصاً۔
Sa‘eedī, ‘Allāma Ghulām Rasōl, **Shraḥ Ṣaḥiḥ Muslim**, Farid Book Stall, Urdu Bazar, Lahore, 8th Edition, May, 2000, 1/37.

[4] حصکفی، علامہ علاؤالدین، **ردالمحتار**، استنبول، ۱۳۲۷ھ، ۱/ ۲۶۔
Ḥaskafī, ‘Allāma Alāuddīn, Rad ul Muḥtār, Istanbol, 1327 H, 1/ 26.

[5] سعیدی، **شرح صحیح مسلم**، ۱/ ۲۰۱۔
Sa‘eedī, **Shraḥ Ṣaḥiḥ Muslim**, 1/201.

[6] عثمانی، مفتی تقی، **البلاغ** (ماہنامہ)، دارالعلوم کراچی، ماہ نومبر ۱۹۹۵ء، ص 53۔
Usmani, Mufti Taqi, ***Al Balāgh*** (Monthly), Dar ul Uloom Karachi, Nov. 1995, p 53.

[7] سعیدی، **شرح صحیح مسلم**، ۴/ ۱۷۸۔
Sa‘eedī, **Shraḥ Ṣaḥiḥ Muslim**, 4/178.

[8] ایضاً۔
Ibid.

[9] ایضاً۔
Ibid.

[10] ایضاً، 199/4۔
Ibid. 4/199.

[11] ایضاً، ۴/ ۱۷۸۔
Ibid. 4/178.

[12] ایضاً، ۴/ ۱۷۹۔
Ibid. 4/179.

[13] الدمشقی، ابراہیم بن محمد بن حمزہ، **البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث الشریف**، دار المعرفة، بیروت، 2003ء، ص 3۔
Al Damishqī, Ibrahīm bin Muhammad bin Hamzah, **Al Bayān wal T‘arīf fi Asbāb Wurōd al Ḥadīth**, Dar al Ma‘arifah, Beruit, 2003, p 3.

[14] سعیدی، **شرح صحیح مسلم**، ۴/ ۱۷۸۔۱۷۹ ملخصاً۔
Sa‘eedī, **Shraḥ Ṣaḥiḥ Muslim**, 4/178-179.

[15] ایضاً،277/1۔

Ibid.1/277.

[16] پہلی آیت:رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّه"(البینہ،8/98)

دوسری آیت:وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْه"(التوبہ،100/9)

[17] علامہ نووی فرماتے ہیں:یترضیٰ ویترحم علیٰ سائر العلماء الاخیار ویکتب کل هذا۔امام رازی لکھتے ہیں:قال ابوحنیفة رضی اللہ اذا مات فی الماء دابةً ...وللشافعی رضی اللہ عنه قولان فی الماء القلیل"نیز امام رازی لکھتے ہیں:قال ابوحنیفة اوصحابه رضی اللہ عنہم اعضاء المحدث نجسة نجاسة حکمیة۔"سعیدی،شرح صحیح مسلم،277/1-278۔

Sa‘eedī, **Shraḥ Ṣaḥiḥ Muslim**, 1/277-278.

[18] ایضاً،64/1۔

Ibid. 1/64.

[19] البقرہ،2 : 238۔

Al Baqarah 2:238.

[20] سعیدی،شرح صحیح مسلم،249/2۔

Sa‘eedī, **Shraḥ Ṣaḥiḥ Muslim**, 2/249.

[21] ایضاً،252/2۔

Ibid. 2/252.

[22] مزید معلومات کے لیے راقم کی کتاب 'تذکرہ محدث اعظم پاک وہند' کا مطالعہ کیجیے۔

For details read author’s book: **Tadhkirah Muḥaddith e A‘azam Pāk o Hind**.

[23] اعظمی،امجد علی،بہار شریعت،مکتبۃ المدینہ،عالمی مدنی مرکز، فیضان مدینہ،کراچی،ط ۱، ۲۰۰۸ء،حصہ اوّل،۱/۷۷، بحوالہ------ في "حاشية الطحطاوي" على "الدر المختار"، مقدمة الكتاب، ج۱، ص۶: (ویکره الرمز بالصلوة والترضي بالكتابة، بل یکتب ذلک كله بكماله، وفي بعض المواضع عن "التتارخانية": من كتب عليه السلام بالهمزة والم يكفر؛ لأنّه تخفيف وتخفيف الأنبياء كفر بلا شک ولعله إن صحّ النقل فهو مقيد بقصده وإلاّ فالظاهر أنّه ليس بكفر وكون لازم الكفر كفراً بعد تسليم كونه مذهبا مختارا محله إذا كان اللزوم بينا نعم الاحتياط في الاحتراز عن الإيهام). "الفتاوى الرضوية" ، ج۶، ص۲۲۱ ـ ۲۲۲، وج۲۳، ص۳۸۷ـ۳۸۸.

A‘azmī, Moulānā Amjad ‘Ali, **Bahār e Sharī‘at**, Maktaba-tul-Madinah, Aalmi Madani Markaz, Faizan-e-Madinah, Karachi, 1st Edition, 2008, Part 1, 1/77.

[24] سعیدی،شرح صحیح مسلم،243/2۔

Sa‘eedī, **Shraḥ Ṣaḥiḥ Muslim**, 2/243.

[25] ایضاً،155/4۔

Ibid. 4/155.

[26] ایضاً،1122/3۔

Ibid. 3/1122.

[27] ایضاً،348/1۔

Ibid. 1/348.

28 عثمانی، البلاغ، ص54۔

Usmani, ***Al Balāgh***, p 54.

29 سعیدی، شرح صحیح مسلم، 829/3۔

Sa'eedī, **Shraḥ Ṣaḥiḥ Muslim**, 3/829.

30 عثمانی، البلاغ، ص54۔

Usmani, ***Al Balāgh***, p 54.

31 سعیدی، شرح صحیح مسلم، 28/2۔

Sa'eedī, **Shraḥ Ṣaḥiḥ Muslim**, 2/28.

32 ایضاً، 1159/3۔

Ibid. 3/1159.

33 ایضاً، 398/1۔

Ibid. 1/398.

34 عثمانی، البلاغ، ص54۔

Usmani, ***Al Balāgh***, p 54.

35 سعیدی، شرح صحیح مسلم، 107/3۔

Sa'eedī, **Shraḥ Ṣaḥiḥ Muslim**, 3/107.

36 ایضاً۔

Ibid.

37 ایضاً، 375/5۔

Ibid. 5/375.

38 ایضاً، 147/4۔

Ibid. 4/147.

39 ایضاً، 867/2۔

Ibid. 2/867.

40 سعیدی، علامہ غلام رسول، نعمۃ الباری، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور، ط۳، نومبر ۲۰۱۳ء، 524/4۔

Sa'eedī, **Na'imat ul Barī fi Shraḥ Ṣaḥiḥ al Bukhārī**, Farid Book Stall, Urdu Bazar, Lahore, 3rd Edition, Nov.2013, 4/524.

41 سعیدی، شرح صحیح مسلم، 867/2۔

Sa'eedī, **Shraḥ Ṣaḥiḥ Muslim**, 2/867.